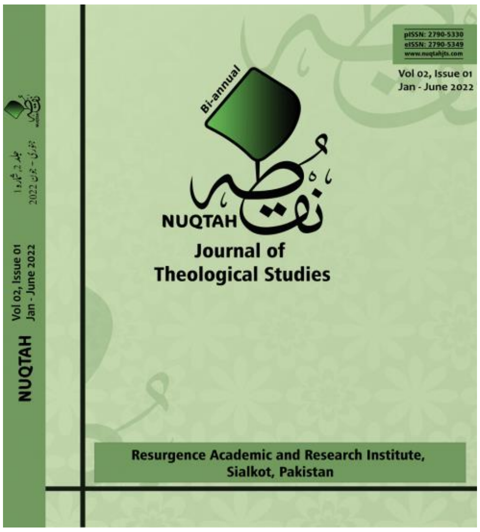

NUQTAH Journal of Theological Studies
Editor: Dr. Shumaila Majeed
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published By:
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.
Email: editor@nuqtahjts.com

سائنس اور اخلاقیات کے باہمی تعلق کے تصورات (ایک تقابلی مطالعہ)

The relationship between the concepts of Science and Ethics (A Comparative Study)

Dr. Farah Naz
Former Principal, Minhaj College for Women, Lahore.
Email: drnazfarah92@gmail.com

Dr. Syed Mehmood Ahmed Husnain
Assistant Professor, University of Education, Lahore.
Email: saghajee@gmail.com

Published online: 30th June 2022

View this issue

OPEN ACCESS

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

سائنس اور اخلاقیات کے باہمی تعلق کے تصورات (ایک تقابلی مطالعہ)

The relationship between the concepts of Science and Ethics (A Comparative Study)

ABSTRACT

The study of human action, habits, and intentions as a way of life is called Science. The purpose of scientific struggle is to fulfill human needs through which such quality of life can be achieved which gives inner peace and outward prosperity and happiness. Ethics is the combination of such values and qualities that are needed for a good life. Ethics are not only meant for business but also for daily life and for the development of a sound society, which then becomes a base for a civilized society. Every civilization is based on a certain moral value that becomes a reflection of that society's social, historical, and humanitarian behavior. Everyone has to act according to the set moral values within the limits of social protection that society has given so everyone can perform in accordance with basic human values. It is the responsibility of every Muslim to adopt high standards of moral values. According to scientific teachings, Intellectual development and educational ability are also dependent on moral values. There is no denying the fact that Islam is a book of science but it is also meant to guide human beings. Islam does not forbid using those methods that the science used to know about reality. The great scientists and thinkers of the world have acknowledged the fact that the Qurān does invite and help to research and know more about this world and the living beings in it.

Keywords: Behavior, Moral Values, Ethics, Science

انسانیت کا زیور حسنِ اخلاق ہے۔ محاسن اخلاق پیدا کرنے، انسانی شخصیت کو نکھارنے اور معاشرے کے لئے سود مند بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے دیئے ہوئے اخلاقی اصولوں کو اپنایا جائے تا کہ انسان اپنے اور دوسروں کے لئے مفید ثابت ہو۔ اسلام انسان کو کائنات اور نظام کائنات میں غور وفکر، عبرت وبصیرت اور تفکر و تدبر کے حصول کی دعوت دیتا ہے اور اپنی حقانیت کے اثبات کے لیے کائنات اور نظام کائنات کو بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ جبکہ سائنس بھی غور وفکر کا نام ہے ہر دور میں انسان فکر و تدبر کرتا رہا ہے جس کے نتیجے میں انسانی سوچ وفکر اور تہذیب وتمدن میں واضح تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

سَنُرِيهِمۡ ءَايَٰتِنَا فِي ٱلۡأٓفَاقِ وَفِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ أَنَّهُ ٱلۡحَقُّ.[1]

"ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں اَطرافِ عالم میں اور خود اُن کی ذاتوں میں دِکھا دیں گے یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔"

اسلام، سائنسی اور جدید نفسیاتی اصولوں کے مطابق انسان کے اندر ایسے اعلی اخلاقی طرز عمل کا خواہاں ہے جس کے نتیجے میں، محبت وسکون اور خوشحالی کا دور دورہ ہو۔

اس تحقیقی مضمون میں اسلامی تعلیمات اور جدید سائنسی نظریات کی روشنی میں اخلاقی اقدار کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

جدید سائنسی ترقی اور اخلاقی اقدار کا تصور و دائرہ کار

انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے سائنسی جدوجہد کا مقصد ہی زندگی کے بہترین معیار کا حصول ہے جس کے ذریعے انسان باطنی سکون اور ظاہری خوشحالی حاصل کر سکتا ہے۔ سائنس دان معاشرے کے افراد کے طرز عمل اور فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لئے اپنی کوششوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمل سائنسی اور معاشرتی تحقیق کے روایتی طریقوں یعنی مشاہدات، انسانی رویوں کا معاشرے کے طرز عمل کو پرکھنے میں سائنس دانوں کو مدد دیتی ہیں کیونکہ یہ تمام رویے ماضی کے تجربات، افراد کے موجودہ اور مستقبل کے مفروضوں کا فطری مشاہدہ سے متعلق علمی رد عمل ہوتے ہیں۔

انسانی عادات، افعال اور ارادوں کا بطور طرز عمل مطالعہ سائنس کہلاتا ہے۔ Erik Parens نے لکھا ہے:

> Behavioral genetics is clearly anything but arcane. It concerns matters of great societal and individual importance, and it is a branch of science that has brought significant good.[2]

قوموں کی زندگی میں زوال پیسے یا وسائل کی کمی سے نہیں بلکہ اخلاقی پستی کی وجہ سے آتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ سب سے پہلی ذمہ داری ماں باپ کی ہے جو اپنے دینی اور اخلاقی فرض سے ایسے بے خبر ہو چکے ہیں کہ انہیں احساس تک نہیں کہ جس بچی کی کفالت پر جنت کی بشارت ہے[3]، اس کی تربیت کے لیے ہم نے کیا سامان مہیا کیا؟ جس معاشرے کا مرد بگڑ جائے، وہاں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں نیلام ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے قرآن میں جہاں اللہ نے عورتوں کو اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کا حکم دیا وہیں پہلے مرد کو اپنی نگاہ نیچے رکھنے کا حکم دیا۔[4] اس انحطاط کی ایک بڑی وجہ جدید سائنسی ایجادات کا بے دریغ، غلط اور غیر ضروری استعمال ہے جس کے لیے ہم تمام اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ٹیکنالوجی کا غلط استعمال معاشرتی بگاڑ کا سبب بن رہا ہے اور ہمارا معاشرتی ڈھانچہ بتدریج تباہی کا شکار ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسانی شخصیت کمال کو اس وقت پا سکتی ہے جب اُس کی مادی اور روحانی ضروریات دونوں کی تسکین ہو رہی ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.[5]

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ O"

سائنس کی تمام تر ایجادات انسان کے مادی جسم کو لذت اور راحت فراہم کرتی ہیں لیکن انسان صرف مادی وجود ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایک روحانی پہلو بھی رکھتا ہے۔ اس روحانی پہلو کی تسکین اور نشوونما کے لئے اخلاقی اقدار کا وجود ضروری ہے۔

اسلام میں اخلاقی تعلیمات کا دائرہ کار

اسلام میں اخلاقی تعلیمات کا دائرہ وسیع ہے۔ اسلام میں اخلاقیات کا دارومدار ایمان پر ہے۔ ایمان اخلاقیات کے بغیر نامکمل ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں، اس کا اصل اور بنیادی کام انسان کی ہدایت ہے۔ لیکن حقیقت تک رسائی کے لیے جن چیزوں پر سائنس کا انحصار ہے، قرآن بھی سچائی تک پہنچنے کی غرض سے انہی چیزوں کو

ذریعہ بنانے منع نہیں فرماتا۔ دنیا کے عظیم سائنس دانوں اور مفکرین نے کھلے دل سے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن میں دعوتِ مطالعۂ فطرت اور انفس و آفاق سائنس کی ترقی میں بنیادی اور اہم کردار ادا کرنے والی چیزیں ہیں، مذہب سائنس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ اس کو مہمیز لگاتا ہے۔

اخلاقیات دراصل ان اقدار اور خصوصیات کا مجموعہ ہے جو اچھی زندگی کے لئے اہم ہیں۔ دنیا کی ہر تہذیب کچھ ایسی لازمی اخلاقی اقدار پر استوار ہوتی ہے جو اس مخصوص معاشرے کے معاشرتی، تاریخی اور انسانیت کے طرز عمل کی بصیرت ہوتی ہیں۔ معاشرتی تحفظ کی حدود کے احاطے میں انسانی رویوں کے عین مطابق ہونے کے لیے ہر فرد کو اخلاقیات کے اصولوں کے مطابق کام کرنے کی ضرورت ہے۔

عظیم اسلامی مفکر حضرت شاہ ولی اللہ کے بقول: ''اگر کوئی شخص اپنے اندر کوئی ایسا خلق پیدا کرنا چاہیے جو پہلے سے اس کے اندر نہیں ہے تو اس کے لیے یہی راستہ ہے کہ وہ ایسے کام کرے جو وہ خلق ظاہر کرتا ہے اور وہ خاص کام توجہ اور کوشش کے ساتھ کرے جو اس خلق کے متعلق ہیں اور ویسے افعال سرانجام دینے والے بڑے بڑے لوگوں کے افعال و اعمال کو یاد کرے۔ پھر عمل ہی ایسی چیز ہے جس کے کرنے کے وقت مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ یہی نظر آنے والی باتیں ہیں، انہی پر غور ہوسکتا ہے، انہی کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جنہیں انسان اپنے اختیار اور ارادے سے کرتا ہے اس لیے یہی ایک چیز ہے جس پر قانون کا نفاذ ہوسکتا ہے، خواہ وہ قانون جزا سے متعلق ہو یا سزا سے۔''[6]

دورِ جدید کے نفسیاتی امراض کا علاج اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے میں ہے

کسی شخص کی ذہنی حالت یعنی جذبات اس کے جسم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسے میڈیکل کی اصلاح میں (Psychosomatic) کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جسم اس ذہنی حالت کو مختلف انداز سے اظہار کرتا ہے۔ انسان کے منفی اور مثبت خیالات کا اثر اسکے جسم پر ہوتا ہے۔ جذبات خیالات اور احساسات کا مجموعہ ہے انہیں عملی جامہ پہنانے کی صورت میں جسم میں کچھ تبدیلیاں آتی ہیں۔ جذبات پھول اور کانٹوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بعض جذبات پھولوں کی طرح نرم اور خوبصورت اور بعض کانٹوں کی طرح چبھنے والے اور سخت ہوتے ہیں جذبات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اچھے جذبات جیسا کہ محبت خوشی وغیرہ اور برے

جذبات جیسا کہ حسد، شہوت اور نفرت وغیرہ۔ جذبات انسانی جسم میں کیا تبدیلیاں لاتے ہیں مثلاً غصے اور خوف سے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ خوف سے جلد کا رنگ سفید جبکہ غصے میں سرخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح محبت خوشی سے بھی تبدیلیاں آتی ہیں جذبات خیالات اور احساسات کا مجموعہ ہیں مثلاً غصہ ایک احساس ہے یا خیال ہے اس سے جسم میں تبدیلیاں آتی ہیں اگر ضبط کیا جائے تو بھی تبدیلیاں آتی ہیں اور اظہار کیا جائے تو اور بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔ جدید میڈیکل سائنس کے مطابق دماغ کا frontal lobe ہمارے جذبات کا مرکز ہے۔ جب سر کو جھکاتے ہیں تو گویا اپنے جذبات کو اللہ کے حکم کے تابع کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس اقدار پر یہاں تک کاربند رہتے ہیں۔ یہ بات توجہ طلب ہے۔ اس کی دریافت کو جدید سائنس نے بڑی کامیابی قرار دیا ہے۔ چنانچہ The executive brain میں اس دریافت کے بارے میں لکھا ہے:

> The frontal lobes are the latest achievement in the evolution of the nervous system: it is only in human beings (and great apes, to some extent) that they reach so great a development.[7]

ایک مغربی مصنف David G.Myers نے انسانی رویوں کی اہمیت کو سر فہرست رکھا ہے۔ جس پر اخلاقیات کی عمارت تشکیل پاتی ہے۔ ''رویہ اور عمل'' کے عنوان کے تحت David G.Myers نے لکھا ہے:

> Social psychology's single most important concept has been that of attitudes. Attitudes arebeliefs and feelings that predispose our reactions to objects, people, and ents.[8]

سوشل سائیکلوجی کا ایک اہم نظریہ رویے پر منحصر ہے۔ رویے دراصل نظریات اور جذبات میں جو مختلف چیزوں، واقعات اور لوگوں کے بارے میں ہمارے رد عمل کو ظاہر کرتے ہیں۔

میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان کا ذہن اور جسم ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ جو ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کی سوچ اسکے جسم پر اور جسم میں کوئی تبدیلی ذہن پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر انسان مایوسی کے عالم میں رہتا ہے تو اس کا اثر فوری طور پر خودکشی کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسکا آہستہ آہستہ اثر کینسر میں مبتلا کر سکتا ہے۔ جیسے بڑی آنت کا کینسر، لبلبہ کا کینسر، خوراک کی نالی اور خون کا سرطان۔ غصہ کا فوری عمل کوئی خطرناک صورت حال اختیار کر سکتا ہے۔ جیسے قتل وغیرہ۔ بتدریج اثر ہائی بلڈ پریشر اور دل کی بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ عرصہ ذہن ان

خیالات کے زیر اثر رہے گا۔ اتنا ہی اثر بھی دیر پا ہو گا Cronic Depression اور Anxiety سے Stroke کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے منفی خیالات، حسد، نفرت اور خوف جسم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور مختلف انداز میں عیاں یا آشکار ہوتے ہیں۔ اگر اس اصول کو مان لیا جائے تو نیک یا مثبت جذبات انسان کے جسم میں مثبت تبدیلیاں لائیں گے۔ محبت، بے غرضی، بے لوثی، صبر کا اظہار جسم میں مثبت تبدیلیوں سے ہو گا۔

عصر حاضر میں لوگ اعصابی کشیدگی اور ذہنی و جسمانی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ جدید سائنسی نظریات سے ثابت ہے کہ ڈیپریشن، مایوسی، ناکامی اور فرسٹریشن بڑے ذہنی امراض ہیں جس نے لوگوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ WHO کے مطابق دماغی امراض کے کئی وجوہات ہیں جن میں غمی خوشی کے احساسات خوف شدید پریشانی ذہنی دباؤ شامل ہے:

> Depression is a common mental disorder and one of the main causes of disability worldwide. Globally, an estimated 264 million people are affected by depression. More women are affected than men.
> Depression is characterized by sadness, loss of interest or pleasure, feelings of guilt or low self-worth, disturbed sleep or appetite, tiredness, and poor concentration. People with depression may also have multiple physical complaints with no apparent physical cause. Depression can be long-lasting or recurrent, substantially impairing people’s ability to function at work or school and to cope with daily life. At its most severe, depression can lead to suicide.[9]

اگرچہ میڈیکل سائنس نے دماغی امراض کے جدید ترین علاج دریافت کئے ہیں تاہم مادی علاج کے ساتھ روحانی تسکین کے لئے مذہبی ترغیبات پر عمل کرنا بھی باعث تسکین ہے۔ اسلام میں ترہیب کا اصول ایک محکم اصول ہے جو ہمارے اعمال و اخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ شریعت کا ایک بنیادی اصول ہے کہ وہ نفس کو ترغیب کے ذریعے مائل بہ عمل کرتا ہے۔ ثواب کا سارا تصور اسی پر مبنی ہے[10]۔ یہاں تک کہ اللہ کی رضا جو ایک مسلمان کی زندگی کا آخری ہدف اور غایت الغایات ہے اسے بھی ترغیب سے مربوط رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے اس کا نقشہ قرآن حکیم میں کھینچا ہے کہ وہاں انسان کو کیا کیا نعمتیں ملیں گی۔ گھنے باغات ہوں گے، جن میں چشمے بہتے ہوں گے، ہر قسم کا پھل بافراغت میسر ہو گا، خوبصورت بیویاں ہوں گی۔

لوگ مسندیں سجائیں سونے چاندی کے محلوں میں رہیں گے، وغیرہ۔[11] چنانچہ شریعت کا اسلوب یہی ہے کہ جس چیز میں وہ انسان کا نفع دیکھتی ہے، عام طور پر اس کی حکمتیں بیان کرنے کی بجائے اس پر ثواب کا اعلان کرتی ہے تاکہ طبیعتوں کا میلان اس کی طرف ہوگا۔ مثلاً والدین کی اطاعت کرنا دنیا کے ہر مذہب میں محمود اور ہر معاشرے کا عرف ہے لیکن شریعت اسلامی اس کا اعلان اس طرح کرتی ہے کہ جنت والدین کی خدمت میں ہے۔[12] صفائی ہر دین اور ہر معاشرے میں سلامت طبع کا تقاضا ہے، شریعت اس کا یوں حکم دیتی ہے کہ الطھور شطر الایمان-[13] یہاں تک کہ شریعت یہ کہتی ہے کہ رستے سے کانٹے ہٹا دینا (کہ لوگ ان کی ایذا سے بچیں) صدقہ ہے[14]۔

روحانی و باطنی بیماریوں میں سے تکبر بہت بڑی نفسیاتی اور اخلاقی بیماری ہے جس میں آدمی اپنی حقیقی یا مزعومہ خوبیوں کی وجہ سے دوسروں کو حقیر اور اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے۔ اس کا ایک شاخسانہ یہ ہے کہ جو لوگ خود کو بڑا سمجھتے ہیں وہ خود کو کوئی کام کرنا کسر شان سمجھتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کا کام دوسرے (نوکر چاکر اور زیر دست) لوگ کریں۔ چنانچہ اس ذہنیت کو ختم کرنے کے لئے حضور ﷺ نے لوگوں کو ترغیب دی کہ اپنے کام خود کیا کریں اوراس کو خلاف شان نہ سمجھیں۔ خود حضور ﷺ کا عمل مبارک یہ تھا کہ اپنے کام خود کرتے تھے۔ بکری کا دودھ دھو لیتے، اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے اور پھٹا ہوا کپڑا خود سی لیتے[15]

آپ ﷺ دوران سفر اپنے حصے کا کام خود کرتے اور ہرگز دوسروں کو نہ کرنے دیتے یہاں تک کہ آگ کے لئے لکڑیاں اکٹھی کرتے۔ جنگ بدر میں جب سواریوں کی کمی تھی تو آپ ﷺ اپنی باری پر پیدل چلتے اور آپ کے ساتھی اونٹ پر سوار ہوتے[16]۔ یہ فرامین ہمیں تکبر جیسے بڑے نفسیاتی مرض کا علاج بتاتی ہے۔

جدید سائنسی تحقیقات شدہ بیماریاں اور اسلامی اخلاقیات کا جائزہ

کسی بھی قوم کی ترقی اور بقا کا انحصار انفرادی، عوامی اور اجتماعی سطح پر اعلی اخلاقی معیار پر ہے۔ مغربی مفکرین کے مطابق بھی ذہنی نشوونما اور علمی قابلیت اعلیٰ اخلاقی تعلیمات پر منحصر ہے۔ ایک مغربی مفکر مارٹن لوتھر کنگ جونیئر (Martin

Luther King, Jr.) نے سیرت کی تعمیر میں تعلیم کے رول کو اجاگر کرنے کے لیے کہا:

"The function of education is to teach one to think intensively and to think critically. Intelligence plus character - that is the goal of true education .
"[17]

یعنی "تعلیم کا مقصد کسی فرد کو شدت کے ساتھ اور ناقدانہ طور پر سوچنا سکھانا ہے، ذہانت اور کردار سازی ہی صحیح تعلیم کا مقصد ہے"۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ صحیح تعلیم کے بغیر اچھی سیرت کا تصور نہیں اور جہاں کردار سازی نہ ہو، وہاں حقیقی تعلیم کا وجود ہی مشکوک ہے۔

اخلاقی اقدار کے لحاظ سے اعلی ترین صفت نرمی، شفقت اور رحمت و محبت ہے جبکہ انسان کی سب سے قیمتی چیز اس کی دماغی اور ذہنی صحت ہے۔ انسان کی سب سے بڑی طاقت اس کی ذہنی قابلیت و صلاحیت ہے اور یہ صرف اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے سے بہترین طور پر پروان چڑھتی ہے۔

جب قوم کا اخلاقی کردار گر جاتا ہے تو وہ وہ زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاقی طرز عمل اپنائے۔ دولت کے منصفانہ گردش سے غربت میں کمی آسکتی ہے۔

معاشرے میں غربت کے خوف کی وجہ سے معاشرے میں اضطراب ایک حقیقت ہے۔ اسلامی تعلیمات میں محض غربت کسی کے ساتھ امتیازی سلوک کی وجہ نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مساکین کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔[18]

امام ترمذی نے ایک حدیث غریب میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ المَسَاكِينِ يَوْمَ القِيَامَةِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا، يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي المِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي المَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ القِيَامَةِ».[19]

"یا اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین ہی وفات دے، اور مسکینوں کے ساتھ حشر نصیب کر۔ تو حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ فرمایا کہ مساکین جنت میں مالدار لوگوں سے چالیس برس

پہلے جائیں گے۔ اے عائشہ! مسکین کو خالی نہ لوٹا اگرچہ کھجور کی گٹھلی ہی میسر ہو دے دو۔ اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کرو انہیں قریب رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہیں اپنا قرب نصیب کرے۔"

ارشادات نبوی ﷺ کے مطابق دوسروں کو کھانا کھلانے اور عطیات دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور یہ باعث دخول جنت بھی ہے۔ امام ترمذی کے نزدیک ایک حدیث حسن صحیح میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اعْبُدُوا الرَّحْمَنَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔[20]

"رحمن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو اور اسے پھیلاؤ، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔"

اطعام طعام کے عمل سے لوگوں میں محبت اور اتحاد کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور اشتراک کا احساس بھی فروغ پاتا ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات پائے ثبوت کو پہنچی ہے کہ جس ماحول میں غریب اور امیر میں فرق ہے لوگ باہمی تعاون نہیں کرتے وہاں زندگی کو پر تشدد ماحول کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ اجتماعی مفادات اور بھلائی کو فروغ دینے والے معاشرے پر امن ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق:

Indeed, decades of research have already documented that people who deal with stressors such as low family income, discrimination, limited access to health care, exposure to crime, and other conditions of low SES are highly susceptible to physical and mental disorders, low educational attainment, and low IQ scores, noted Farah, a University of Pennsylvania professor. But studying the effects of childhood poverty on brain development, Farah has investigated whether growing up in disadvantaged environments depresses cognitive processes equally or whether certain abilities are more compromised than others. She and her colleagues have found that memory is particularly vulnerable to life in low SES settings. And one of the specific factors impacting memory is parents' ability to be responsive and supportive under the stressful circumstances of poverty[21]

ذاتی مفادات کے حصول کے لئے لوگ ذہنی طور پر بد اخلاقی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

تاجروں کو لوگوں کے ساتھ نرم رویہ کی تعلیمات عطا فرمائی۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى».[22]

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔"

اسی طرح دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا۔ قرضوں کو ادائیگی میں مزید مہلت دینا بھی باعث اجر ہے۔ جس سے معاشرے میں امن و سکون پیدا ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں انسانی معاشرے کی بہتری کے لئے ٹھوس اقدامات موجود ہیں۔ اخوت و مودت ذہنی رجحانات کے لیے اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دینا تعلیمات نبوی ﷺ کا تقاضا ہے۔ صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ.[23]

"جو شخص کسی تنگ دست (قرض دار) کو مہلت دے یا اس کا کچھ قرض معاف کر دے، تو اللہ اسے قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے گا۔"

دوسروں کے ساتھ غیر اخلاقی رویہ اپنانا یا ان کے حقوق کی پامالی کرنا۔ دنگا فساد کرنا، عام طور پر یہ معاشرے میں خوف و اضطراب اور ذہنی دباؤ کا سبب ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کے مطابق مسلم معاشرے میں گالم گلوچ کی ممانعت ہے اور دنگا فساد کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»[24]

"مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔"

فرقہ وارانہ تشدد بہت بڑی پریشانی اور ذہنی اضطراب کا باعث ہے۔ نبوی تعلیمات میں لڑنے جھگڑنے کی سخت ممانعت ہے۔ WHO نے بھی تشدد کو ایک بڑا عوامی مسئلہ قرار دیا ہے۔ سائنس کے مطابق بھی جو لوگ نظر انداز کئے جاتے ہیں یا شدید دباؤ کا

شکار ہیں انہیں ذہنی دباؤ کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ خاندانی رویے سے نالاں ہو کر ذہنی طور پر خود کشی جیسے مجرمانہ خیالات آتے ہیں۔

کیا ہمارا کوئی عمل ہمارے رویے کو متاثر کرتا ہے؟ David G.Myers نے لکھا ہے:

Many streams of evidence confirm that attitudes follow behavior. Consider tw[25]

مختلف شہادتیں اس امر کی تصدیق کرتی ہیں کہ رویے ہمارے طرز سلوک کے مطابق ہوتے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اہل خانہ کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آنے والے کو کامل مؤمن اور اعلی اخلاق کردار کا حامل بہترین فرد قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»[26]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کیلیے تم سب سے بہتر ہوں۔"

امام ترمذی نے بھی اس روایت کو بیان کر کے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ لہذا گھریلو ماحول کو تشدد سے پاک بنانے کے لئے بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک ضروری ہے۔

معاشرتی اضطراب اور منفی رجحانات کی ایک وجہ صنفی امتیاز بھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی خواتین کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا، أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ».[27]

"مسلمانوں میں زیادہ کامل الایمان وہ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں اور (واقعہ میں اللہ کی نگاہ میں) تم میں اچھے اور خیر کا زیادہ حامل وہ ہیں جن کے اخلاق اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہیں۔"

شیخ شعیب الارناوط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کی اسناد کو حسن کہا ہے۔

لہذا ذہنی صحت کے فروغ اور صنفی امتیاز کے منفی معاشرتی نتائج کو دور کرنے کے لئے صنفی امتیازات مٹانا بہت ضروری ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق پر تشدد گھریلو ماحول میں خود کشی کا ارتکاب کرنے کے امکان سے چھ گنا زیادہ ہیں۔ یہ

نسبت ان افراد کہ جو عدم تشدد والے گھروں میں بڑے ہوئے ہیں۔

اسلام پڑوسیوں اور معاشرے کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور مالی تعاون کی ترغیب دیتا ہے تاکہ معاشرے میں اقتصادی امتیاز کی وجہ سے جرم وفساد کا قلع قمع ہو جائے۔ مغربی معاشرے میں ایک آدمی کو برسوں یہ نہیں پتہ چلتا کہ اس کے ہمسائے میں کون رہتا ہے اور کیا کرتا ہے، یا اس کے کتنے بچے ہیں وغیرہ وغیرہ، جب کہ اسلامی تصور معاشرت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے ہمسائے کے حقوق کی اتنی تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اسے شاید اپنے ہمسائے کے وراثت میں بھی حق دار ٹھہرا دیا جائے۔ فرمان نبوی ہے:

«مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ»[28]

"مجھے جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے بارے مسلسل تاکید کرتے رہے، یہاں تک میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وارثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔"

جدید سائنس نے ثابت کیا ہے کہ معاشرتی مدد سے لوگوں کی ذہنی اور جسمانی صحت میں کافی ترقی ہوتی ہے اور اس کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہم دوسروں کی مدد کیوں کرتے ہیں؟ اس حوالے David G. Myers لکھتے ہیں:

> One widely held view is that self- interest underlies allhuman interactions, that our constant goal is to maximize revards and minimize costs. Accountants call it cost benefit analysis. Philosophers call it utilitarianism. Social psychologists call it social exchange theory.[29]

اس سلسلے میں واضح نظریہ یہ ہے کہ یہ انسانی تعلقات میں یہ ذاتی مفاد سے متعلق ہے۔ ہمارا بنیادی مقصد اس امر کا تقاضہ کرتا ہے کہ کم سے کم قیمت پر زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔ محتسب اسے ایسا تجربہ کہتے ہیں جس سے قیمتوں کے نظام میں موازنہ کا حصول جبکہ فلاسفر اسے utilitarianism کہتے ہیں جبکہ سوشل سائیکالوجسٹ اسے social exchange theory کہتے ہیں۔

مثلاً اگر آپ خون کا عطیہ دے رہے ہوں تو ممکن ہے کہ آپ ایسا کرنے کی قیمت حاصل کرنے کا اندازہ لگا رہے

ہوں اگر متوقع منافع ادا کرنے والے کی قیمت سے زیادہ آرہا ہو تو آپ دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ لہذا اخلاق رویہ دماغ پر منفی اور مثبت طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ذہنی صحت اور معاشرے میں مثبت رجحانات کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے اخلاقی رویوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ جدید سائنس کے مطابق بھی رذائل اخلاق سے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور معاشرہ میں بدامنی اور تشدد کا دور دورہ ہوتا ہے۔

میڈیکل سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ انسان کے خیالات کیمیائی مادوں کے تابع ہیں۔ جو ہمارے جذبات اور Emotion بناتے ہیں۔ ہمارے جذبات ہمارا Mood بناتے ہیں اور Mood ہماری شخصیت کی پہچان ہوتے ہیں۔ خوشی و مسرت کے چار Hormones ہیں، جن کے خارج ہونے سے انسان خوشی محسوس کرتا ہے:

1. Eudorphin, 2. Dopamine, 3. Serotonin, 4. Oxytonin

یعنی خوشی کا احساس ان چار ہارمونز کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جب ہم کوئی کام مکمل کرتے ہیں؟ کچھ حاصل کرتے ہیں یا کوئی تعریف کرے اور آپ اچھا محسوس کریں جیسے امتحان میں پاس ہونا۔ نئی گاری لینے پر کوئی تعریف کرے ۔ تو اس صورت میں جس ہارمون کا اخراج ہوتا ہے وہ Dopamine ہے۔ اس اہم حیاتیاتی کیمیائی نظام کے بارے The executive brain لکھا ہے:

> Tourette's syndrome affects the neurotransmitter dopamine, which is one of the major biochemical systems in the brain, and neuroanatomical structures called the caudate nuclei, critical for the initiation of movements and more complex behaviors. In many cases Tourette" eems to have a hereditary basis. Anecdotallv. Tourette's syndrom t and Parkinson's disease (both disorders of the nigrostriatal dopamine system) sometimes run in the same families.[30]

Serotonin جب ہم دوسروں کے فائدے کے لئے کوئی کام کرتے ہیں تو ہمارے اندر Serotonin کا اخراج ہوتا ہے اور خوشی کا احساس جگاتا ہے۔ حتیٰ کہ اچھے خیالات سے Irtimin خارج ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں The

executive brain میں ہے اس کی زیادہ مقدار کی وجہ سے ڈپریشن میں کمی ہوتی ہے اور کمی سے ڈپریشن میں اضافہ ہوتا ہے۔

> Scientists at the New York State Psychiatric Institute studied regional blood flow patterns in patients with depression.3 Disruption of blood flow was most pronounced in the frontal lobes, despite the fact that serotonin (a major neurotransmitter whose deficiency is presumed to be responsible for depression) is ubiquitous in the brain, without showing any particular frontal lobe preponderance.[31]

جدید سائنس کے مطابق جب ہم کسی کے قریب جاتے ہیں۔ دوستوں سے ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے ایک قسم کا ہارمون Oxytonin خارج ہوتا ہے۔ کسی کو باہوں میں لیں جھپی ڈال لیں تو خوشگواری کا احساس اس ہارمون کی وجہ سے ہے۔

یہ بات توجہ طلب ہے کہ کیا نفرت کے لمحات میں ان تینوں کیمیاوی مادوں کی مقدار جسم سے کم ہو جاتی ہے؟ اور انتہا درجے کی نفرت میں یہ بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسے محبت، غصہ، نفرت مایوسی اور خوشی میں مختلف کیمیاوی مادوں کی تعداد گھٹتی یا بڑھتی ہے اسی طرح دوسری ذہنی حالتوں جیسے حسد، غیبت، بے صبری اور خود غرضی میں بھی کیمیاوی مادوں میں اضافہ یا کمی ہوتی رہتی ہے۔ لالچ، قناعت پسندی، بہادری، خوف، ہمدردی اور ظلم کے خیالات میں بھی مختلف کیمیاوی مادے کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔ ان کیمیاوی مادوں کو کنٹرول یا Modify کر کے انسان کی سوچ کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ایک نقطہ نظر کے تحت جسے سگمڈ فرائڈ (Sigmund Freud) نے بیان کیا ہے کہ

> Freud thought that, along with positive survival instincts, we harbor a self-destructive death instinct that we usually displace toward others as aggression or release in socially approved activities such as painting or sports.[32]

انسانی جبلت میں مثبت survival کے ساتھ ہم ذاتی تباہ کن مر جانے کی جبلت کے بھی حامل ہوتے ہیں۔ جو ہم عموماً دوسروں کے لئے بروئے کار لاتے ہیں مثلاً تشدد کرتے ہیں یا اسے ہم مختلف معاشرتی طور پر مروجہ سرگرمیوں کی شکل میں releave کرتے ہیں جیسے کھیلیں وغیرہ۔

سائنس اور اخلاقیات کے باہمی تعلق کے بارے مفکرین کی آراء

حسن اخلاق اور کشادہ روی سماجی زندگی میں اثر و نفوذ بڑھانے اور اخلاق و محبت پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے جبکہ اخلاق رذیلہ فرد اور معاشرے پر تخریبی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ سائنس اور اخلاقیات کے درمیان فرق بھی روزمرہ زندگی میں ظاہر ہوتا ہے۔ سائنس اس چیز کو قبول کرتی ہے کہ بچے پیدا کرنے کے لئے نطفے کو ٹیسٹ ٹیوب میں داخل کرکے بچے حاصل کیے جائیں یا ان کو بے رحمی سے ضائع کردیا جائے ان عوامل کو سائنس کی مدد کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا کیونکہ یہ عوامل تو پیداوار ہی سائنس کی ہیں۔ اسکے برعکس اخلاقیات کے اصول انسانی زندگی کے بنیادی فلسفے کو سامنے رکھ کر اس عمل پر تنقید کرتے ہیں۔[33]

فرانسس کولنز Francis Collins، جارج ایف آر ایلس George F.R. Ellis، کینتھ آر ملر Kenneth R. Miller، کتھرین ہاہو Katharine Havhoe، جارج کوائن George Coyyne اور سائمن کونے مورس Simon Conway Morris کہتے ہیں کہ مذہب اور سائنس میں مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ باہم متضاد نہیں ہیں۔ انکا استدلال ہے کہ سائنس فطرت میں خدا کو تلاش کرنے اور بہت سارے عقائد پر غور و فکر کرنے کے مواقع مہیا کرتی ہے۔

فرانسس ہچیسن (Francis Hutcheson) نے اپنی کتاب ''فلسفہ نظام اخلاق'' میں لکھا ہے:

> "As a higher value of pleasure in art and science is perfectly clear in comparison to pleasure in eating , so it is with the difference between 'good' and all other perceptions ."[34]

علی عزت بیگووتیچ اس رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> The ability to discern morals does not depend on intelligence or education. Moral judgments are not mediated by reason; they are immediate.[35]

"اخلاقیات کو سمجھنے کے لئے تعلیم یا ذہانت درکار نہیں ہوتی۔ اخلاقی فیصلے عقل کے ذریعے نہیں ہوئے۔"

علی عزت بیگووتیچ کے مطابق جین سائنس کے ذریعے انسان کے اخلاقی مسائل کے حل کی جدوجہد کرتا رہا لیکن اس پر قائم نہ رہ سکا۔ وہ لکھتے ہیں:

> Could Jean Valjean resort to science to solve the moral problems he faced?[36]

عظیم مسلم مفکر علامہ اقبال شخصیت کی تعمیر و تشکیل کے ضمن میں سائنس کی قدر و قیمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں سائنسی نظریات کی بدولت ہمیں جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قابل اعتماد ہوتا ہے کیونکہ ہم اس کی تصدیق و توثیق کی اہلیت رکھتے ہیں اور اس سے کام لیتے ہوئے حوادث فطرت پر تصرف بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ علم حقیقت کا من حیثیت الکل جائزہ نہیں لے سکتا۔ اقبال کے خیال میں سائنس مذہب سے متصادم نہیں ہے اور ان دونوں کے مابین کوئی کشمکش نہیں پائی جاتی۔ ان دونوں کی منزل مقصود ایک ہے اور دونوں ایک ہی دنیا کی توضیح کرتی ہیں، گو ان کے منہاجات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اقبال کی رائے میں زندہ جاوید تمدن کی تاسیس و تشکیل اور انسانیت کی روحانی نشوونما کے لئے مذہب اور سائنس دونوں کا امتزاج ضروری ہے۔[37]

امین احسن اصلاحی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اخلاقیات کی بنیاد انسانی فطرت پر رکھی گئی، فاطر کائنات نے یہ فطرت انسان میں تخلیقی مراحل میں رکھ دی۔ قرانی اصطلاح میں اسے "تسویہ"، "نک سک درست کرنا" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ مرحلہ انسانی تخلیق کا ایک مستقل مرحلہ ہے۔ یہی تسویہ حیوانی وجود کو اخلاقی وجود سے ممتاز کرتا ہے۔ تمام انبیا اور کتابیں اسی فطرت کی "یاددہانی" کے لیے نازل کیے گئے۔ یاددہانی، تذکیر کا لفظ خود شاہد ہے کہ ان کی بنیاد شعور میں موجود ہے۔ تمام "الہامات" اس

کے سوا کچھ نہیں کہ جو چیز ہم "بھول" گئے ہیں ان کی "یاد دہانی" کرا دی جائے۔[38]

حاصل بحث

1. اخلاقیات زندگی کے ان اصولوں کا نام ہے جسے اپنانے سے ہر شخص کے احترام کا اس کے مقام و مرتبے کے مطابق خیال رکھا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات الوہی ہونے کے اعتبار سے مخصوص مقام و مرتبہ کی حامل ہیں۔
2. اسلام میں اخلاقی تعلیمات کا دائرہ وسیع ہے۔ اسلام اخلاق اور اچھے اخلاق والے لوگوں کی زندگیوں کو منور کرنے کے لئے آیا تھا، تاکہ ان کا کردار نکھرے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام دنیاوی خوشحالی بہتر اخلاقی طرز عمل کا نتیجہ ہے۔
3. ایک مسلمان کو باہمی دشمنی، نفرت اور جھگڑوں کی حوصلہ شکنی کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسے تمام انسانیت کے لیے سلامتی اور محبت کا مجسم ہونا چاہئے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ غیر مسلم کے ساتھ بھی برتاؤ کرتے ہوئے اچھے اخلاق اور اعلی اخلاقیات کا مظاہرہ کرے۔
4. ایمان ایسی طاقت ہے جو لوگوں کو بے بنیاد اور برے کاموں سے دور رکھتی ہے۔ یہ لوگوں سے کم خوبیوں کو دور کرتا ہے اور انہیں اخلاقیات کے اعلی معیار کے حصول کی ترغیب دیتا ہے۔
5. قرآنی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں سائنس در اصل مظاہر فطرت میں غور و فکر کرنے کا نام ہے۔
6. حقیقت تک رسائی کے لیے جن چیزوں پر سائنس کا انحصار ہے، قرآن بھی سچائی تک پہنچنے کی غرض سے انہی چیزوں کو ذریعہ بنانے سے منع نہیں فرماتا۔
7. مغرب کے جو لوگ یہ بات سمجھتے ہیں کہ انسانی مسائل اور اعلیٰ اقدار پر توجہ دیئے بغیر سائنس کو اپنا راستہ متعین کرنے کی اجازت ملنی چاہیے وہ دراصل ذہنی طور پر ہدایتِ اسلامی سے ہم آہنگ نہیں ہیں کیونکہ اسلام تو فکر و تجربے سے مقاصد تک پہنچنا چاہتا ہے۔

8. دنیا کے عظیم سائنس دانوں اور مفکرین نے برملا اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن میں دعوتِ مطالعۂ فطرت اور انفس و آفاق نے سائنس کی ترقی میں بنیادی اور اہم کردار ادا کیا ہے، مذہب سائنس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ اس کو مہمیز لگاتا ہے۔

مصادر و مراجع

1 فصلت، 53:41۔

2 Professor & Joseph M Healey, *Wrestling with Behavioral Genetics: Science, Ethics, and Public Conversation*, ed. Erik Parens (USA: JHU Press, 2006), xiv.

3 احمد بن حنبل ابو عبد اللہ شیبانی، المسند، (بیروت: المکتب الاسلامی، 1987ء)، رقم الحدیث: 11943۔

4 النور، 24:30۔

5 البقرۃ، 2: 201۔

6 أحمد بن عبد الرحیم بن منصور شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا خلیل احمد، (لاھور: کتب خانہ شان اسلام، س ن)، ج 2، ص 229۔

7 Elkhonon Goldberg, *The Executive Brain : Frontal Lobes and the Civilized Mind* (Newyork: Oxford University Press, 2001), 11.

8 David G. Myers, Psychology (New York: Worth Publishers, 2009), 553.

9 https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/mental-disorders. accessed 12.06.2021 at 6:30 pm.

10 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، ج ا، ص 234

11 الکھف، 18: 30۔

12 ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری، الجامع الصحیح، كتاب البر و الصلة، باب زعم من ادراک ابویه، فلم يدخل الجنة، رقم الحدیث: 2551۔

13 أیضاً، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، 106 ، رقم الحدیث: 223۔

14 احمد ابن حنبل، المسند، رقم الحدیث: 21401۔

15 ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام بن نافع الصنعانی، (بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، 1403ھ)، ج 2، ص 492۔

16 ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد حاکم، المستدرک علی الصحیحین، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ)، كتاب الجهاد، باب كان على وابولبانه زميلى رسول الله يوم بدر، رقم الحدیث:2453۔

17 https://www.goodreads.com/quotes/9366753-the-function-of-education-is-to-teach-one-to-think. . accessed 12.06.2021 at 7:00 pm.

18 ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، السنن،كتاب الزهد، باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، 577:4، رقم الحدیث: 2351۔

19 ایضاً، رقم الحدیث:2352۔

20 ترمذی، السنن،كتاب الأطعمة، باب ماجاء في فضل إطعام الطعام، رقم الحدیث:1855؛ طبرانی، المعجم الکبیر، ج8، ص115، رقم الحدیث:7535۔

21 https://www.psychologicalscience.org/observer/how-poverty-affects-the-brain-and-behavior. accessed at(12.06.2021)(Farah, M. J., Betancourt, L., Shera, D. M., Savage, J. H., Giannetta, J. M., Brodsky, N. L., … Hurt, H. (2008). Environmental stimulation, parental nurturance and cognitive development in humans. Developmental Science, 11, 793–801. doi: 10.1111/j.1467-7687.2008.00688.x). accessed 12.06.2021 at 6:40 pm.

22 محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع ومن طلب حقا فليطلبه في عفاف، رقم الحدیث:1970۔

23 مسلم، الجامع الصحیح، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، رقم الحدیث:3006۔

24 البخاری، الجامع الصحیح، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، 2247:5، رقم الحدیث:5697۔

25 Myers, *Psychology*, 555.

26 ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ، السنن،كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، 636:1، رقم الحدیث:1977۔

27 أحمد بن حنبل، المسند، 250:2، رقم الحدیث:7296۔

28 البخاری، الجامع الصحیح،كتاب الأدب، باب الوصاة بالجار، 2239:5، رقم الحدیث:5669۔

29 Myers, *Psychology* 576.

30 Goldberg, *The Executive Brain*, 208.

31 Ibid, 137.

32 Myers, *Psychology*, 568.

33 Ali Izetbegovic, Alija, *Islam Between East and West* (USA: American Trust Publications, 2012), 118.

34 Francis Hutcheson, *A System of Moml Philosophy* (New York: A . M . Kelley, 1 968), vol . I , part VI.

35 Alija, *Islam Between East and West*, 118.

36 Ibid, 117.

37 علامہ محمد اقبال، تشکیل جدید، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، مترجم سید نذیر نیازی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۷ء)، ص 137، 138۔

38 امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 1991ء)، ج 6، ص 115۔